قرآن کریم کا بے مثل ہونا خدا تعالیٰ کے وجود پر ایک زبردست دلیل ہے

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۳۱؍دسمبر ۱۹۷۶ء بمقام مسجد اقصیٰ ربوہ)

تشہد وتعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا درج ذیل شعر پڑھا ؎

قدرت سے اپنی ذات کا دیتا ہے حق ثبوت
اس بے نشاں کی چہرہ نمائی یہی تو ہے

اس کے بعد حضور انور نے فرمایا:-

اس زمانہ میں الحاد اور دہریت بہت پھیل گئی ہے لیکن اسلام نے خدا تعالیٰ کی ذات وصفات کے متعلق اور اس کی وحدانیت کے متعلق ہمیں بڑے زبردست دلائل بتائے ہیں ہمارا یہ فرض ہے کہ اس دہریت کے زمانہ میں خود بھی ان دلائل پر غور کرتے رہیں اور ان کو اپنے ذہن میں حاضر رکھیں اور آنے والی نسلوں کو بھی یہ دلائل بتاتے رہیں تا کہ دہریت کا یہ زہر جو آج کی زندگی میں پھیلا ہوا ہے اس سے ہم اور ہماری نسلیں محفوظ رہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی کتب میں بڑی کثرت سے خدا تعالیٰ کی ذات کے متعلق ہستی باری تعالیٰ کے متعلق ایسے زبردست دلائل دیئے ہیں جن کا جواب کوئی دہریہ نہیں دے سکتا۔ اس وقت مَیں صرف ایک دلیل لوں گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔

اور یہ بات ظاہر ہے بچّے بھی اس کو سمجھ جائیں گے کہ جس چیز کو انسانی قویٰ نے بنایا ہے اس چیز کے بنانے پر انسانی قویٰ قادر ہیں۔ جو چیز انسان کے ہاتھ سے بنی ہے انسانی ہاتھ اسے بنا سکتا ہے تبھی تو وہ بن گئی تو جس چیز کو انسانی طاقت نے اور اس کی قوتوں نے بنایا ہے انسان کی طاقت اور قوت اس کے بنانے پر قادر ہے اس واسطے انسان کے ہاتھ کی بنی ہوئی کوئی چیز بھی بے نظیر اور بے مثل نہیں ہے ایک انسان نے بنائی دوسرا بھی بنا سکتا ہے۔

چنانچہ جب ہم انسانی تاریخ پر نظر ڈالتے ہیں تو انسان ہمیں شروع سے ہی ایک حرکت کرتا ہوا نظر آتا ہے۔ ایک نسل دنیوی لحاظ سے کچھ پیدا کرتی ہے اور اس کے بعد آنے والے نہ صرف اس کی مانند بنا سکتے ہیں بلکہ اس سے بہتر بنا سکتے ہیں۔ آپ پڑھتے رہتے ہیں کہ ہمارے ملک میں بھی حکومت کی طرف سے ہر سال اس قسم کے اعلانات ہوتے ہیں کہ گندم کا فلاں بیج جو بڑا اچھا تھا اس سے بہتر بیج ہمارے محکمہ زراعت نے بنا لیا ہے اور وہ بونا چاہیئے۔ اسی طرح آجکل کاریں انسانی ضرورت کو پورا کر رہی ہیں اور بڑی کثرت سے استعمال ہو رہی ہیں۔ کار کی صنعت کی تاریخ پر ہم نظر ڈالیں تو ایک وقت میں دنیا میں بڑا شور بپا ہوا کہ انسانی طاقت نے کار بنا لی اس کا یہ مطلب نہیں تھا کہ اب انسانی طاقت کار نہیں بنا سکتی۔ انسانی طاقت نے کار بنائی، انسانی طاقت کار بنا سکتی ہے۔ پھر یہ اعلان آنے شروع ہوئے کاروں کی ساری فرمیں یہ اشتہار دیتی ہیں کہ ۷۴ کا ماڈل آ گیا جو ۷۳ کے ماڈل سے زیادہ اچھا ہے۔ فورڈ ایک کار ہے اس کی طرف سے اعلان ہوتا ہے۔ یہاں جاپانی کاریں ٹیوٹا وغیرہ آئی ہوئی ہیں ان کی طرف سے یہ اعلان ہوتا ہے کہ ہم نے پچھلے سال کی نسبت بہتر ماڈل بنا دیا۔ پس صرف یہی نہیں کہ انسان کی طاقت نے جو بنایا دوسرے انسان کی طاقت میں ہے کہ وہ بھی بنا لے بلکہ انسان کو اللہ تعالیٰ نے اس دنیوی زندگی میں بھی، انسانی نسل کو اس دنیوی زندگی میں بھی بے انتہا ترقیات کی طاقت دی ہے۔ انسان بھی تو خدا تعالیٰ کے دستِ قدرت سے پیدا ہوا ہے نا۔ غرض انسان نے کار بنائی ایک بڑی بے ڈھنگی سی کار۔ زمین سے تین فٹ اُونچی اُٹھی ہوئی۔ ابھی تک انہوں نے اپنے میوزیمز میں رکھی ہوئی ہیں اور لوگ اُس پرانی کار کو دیکھنے کے لئے پیسے دے کر ٹکٹ لے کر میوزیم میں جاتے ہیں۔ یورپ کے مختلف ممالک اور انگلستان اور

امریکہ وغیرہ میں۔ اور آج سے جو ۷۰۔۸۰ سال پرانی کار تھی اگر کسی نے اس کا پنجر صحیح حالت میں صحیح شکل میں رکھا ہوا ہے تو اس کی بڑی قیمت پڑ جاتی ہے۔ اس کی تاریخی قیمت ہے کہ انسان ایک وقت میں ایسی کار بنایا کرتا تھا اور پھر اس نے ترقی کی اور ۷۰۔۸۰ سال کے بعد اب ایسی کار بنانی شروع کر دی۔ پس جو چیز قوتِ بشریہ نے بنائی انسانی طاقت اس کے بنانے پر قادر ہے اور اس سے بہتر بنانے پر قادر ہے۔ یہ بڑی موٹی بات ہے۔ بچہ بڑا، عورت مرد سب اس مسئلے کو آسانی سے سمجھ سکتے ہیں۔

لیکن جو چیز اللہ تعالیٰ کے دستِ قدرت سے نکلی وہ بے مثل و مانند ہے۔ انسان وہ بنا ہی نہیں سکتا۔ نہ آج تک کسی انسان نے بنائی نہ انسان وہ بنا سکتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک اور جگہ اپنے منظوم کلام میں فرمایا ہے کہ بشر کیڑے کا ایک پاؤں بھی نہیں بنا سکتا اور یہ حقیقت ہے۔ اب بڑی عمر میں انسان کے دانت گرنے شروع ہو جاتے ہیں کسی کی بڑی عمر دانتوں کے لحاظ سے جلدی شروع ہو جاتی ہے کسی کی دیر کے بعد۔ تو انسان بھی مصنوعی دانت بناتا ہے لیکن جو دانت خدا نے بنایا ہے ویسا دانت وہ بنا ہی نہیں سکتا۔ کئی ناسمجھ کہہ سکتے ہیں کہ انسان نے دانت بنا دیا۔ مَیں کہتا ہوں کہ انسان نے دانت نہیں بنایا بلکہ اس کی نقل بنائی ہے۔ خدا تعالیٰ نے جو دانت بنایا ہے اس کے اندر ایک نرو (Nerve) ہوتا ہے اور اس نرو (Nerve) کا تعلق خدا تعالیٰ نے انسان کے سارے جسم کے اعصاب (Nerves) کے ساتھ باندھ دیا ہے۔ یہ ہے خدا کا بنایا ہوا دانت۔ لیکن یہ اس کا ایک پہلو ہے ورنہ خدا تعالیٰ کے بنائے ہوئے دانت کے تو اَور بے شمار پہلو ہیں۔ مَیں آپ کو مثال سمجھانے کے لئے اس کا ایک پہلو بتا رہا ہوں۔ خدا نے جو دانت بنایا ہے اس کے وسط میں سے ایک نرو (Nerve) قریباً نیچے تک آیا ہوا ہے اور اس کو ڈھانکنے کے لئے اس کی کوورنگ (Covering) ہے۔ اُس نرو (Nerve) کا تعلق سارے جسم کے نروز (Nerves) سے ہے۔ جب اس میں درد ہو تو انسان کا سارا جسم بے چین ہو جاتا ہے۔ اس کی درد کو سارے اعصاب اس کے ساتھ محسوس کرتے ہیں اور انسان کو بے چین کر دیتے ہیں لیکن آپ نے کبھی نہیں سنا ہوگا کہ ''انسان'' نے جو دانت بنایا ہے اس میں کبھی درد بھی ہوئی اور اس دانت کے نتیجے میں ایک انسان ساری رات

جاگتا رہا اور کروٹیں بدلتا رہا اور اس کو نیند نہیں آئی۔ اس میں درد ہو ہی نہیں سکتی کیونکہ اس میں نروز (Nerves) ہی نہیں۔ وہ دانت خدا کے بنائے ہوئے دانت کی طرح ہے ہی نہیں لیکن خدا تعالیٰ کے بنائے ہوئے دانت میں جو نرو (Nerve) ہے اگر اس میں تکلیف ہو تو انسان ساری رات سو ہی نہیں سکتا۔ یہ مَیں نے صرف ایک بات بتائی ہے جو انسان کے بنائے ہوئے دانت اور اللہ تعالیٰ کے بنائے ہوئے دانت کے درمیان اختلاف ظاہر کرتی ہے ورنہ بے حد اختلاف ان میں پائے جاتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو فرمایا ہے کہ انسان کیڑے کا ایک پاؤں بھی نہیں بنا سکتا۔ اس سلسلے میں مجھے ایک واقعہ یاد آیا۔ انسان نے الیکٹرانک مائیکروسکوپس بنا لی ہیں یعنی ایسی الیکٹرانک خوردبین جو چیز کو بہت زیادہ بڑا کر کے دکھاتی ہے۔ ہماری پنجاب یونیورسٹی میں وہ نئی نئی پہنچی تھی۔ مَیں پرنسپل تھا تو ہمیں تنگ کیا کرتے تھے کہ تمہیں ایم۔ایس۔سی کی اجازت نہیں دے سکتے کیونکہ تمہارے پاس تو الیکٹرانک خوردبین بھی نہیں ہے حالانکہ ایم۔ایس۔سی کے ساتھ اس کا کوئی تعلق ہی نہیں ہے اور خود ان کو تحفۃً ملی ہوئی تھی جس کا وہ استعمال نہیں کر سکتے تھے۔ ایک دفعہ مَیں لاہور گیا تو مَیں نے کہا یہ ہمیں تنگ کرتے ہیں مَیں ان سے مزاح کروں۔ چنانچہ مَیں وہاں چلا گیا مَیں نے کہا کہ مجھے دکھاؤ، بڑی اچھی ہے، کس نے تحفہ دی، کس ملک سے آئی وغیرہ۔ ان کی باتوں سے مجھے پتہ لگا کہ انہوں نے اس کو بس ایک ''مقدس اور بزرگ'' چیز بنا کر رکھا ہوا ہے اور اس کو استعمال کرنا بھی نہیں جانتے۔ ان کو شرمندہ کرنے کے لئے مَیں نے انہیں کہا کہ بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ نے فرمایا ہے کہ جو چیزیں خدا تعالیٰ کے دستِ قدرت سے نکلی ہیں انسان ویسی نہیں بنا سکتا اور مثال دی ہے کہ کیڑی کا ایک پاؤں بھی نہیں بنا سکتا تو مجھے بڑی خوشی ہوئی یہ دیکھ کر کہ تمہارے پاس اتنی زبردست خوردبین آ گئی ہے۔ آپ نے ہمیں جو دلیل دی ہے اس کی وضاحت کے لئے ایک چیونٹی کے پاؤں کی مجھے تصویر لے دو۔ وہ الیکٹرانک خوردبین تصویر بھی لیتی ہے تو وہ لوگ میرا منہ دیکھنے لگے۔ چنانچہ پتہ لگا کہ انہوں نے کبھی استعمال ہی نہیں کی اور نہ استعمال کرنی آتی ہے لیکن جنہوں نے وہ بنائی ہے وہ اسے استعمال کر رہے ہیں۔ چنانچہ جب ہم چیونٹی کے

پاؤں کو بڑا کر کے میگنیفائی(Magnify) کر کے اس کی تصویر لیتے ہیں تو اس کے اندر بھی، اس چھوٹی سی چیز میں بھی خدا تعالیٰ نے ایک دنیا سمیٹی ہوئی ہے اور انسان ویسا بنا ہی نہیں سکتا۔

ویسے تو ہر چیز جو خدا تعالیٰ نے پیدا کی اس کی ذات پر دلیل بنتی ہے۔ ہر چیز کا بے مثل و مانند ہونا یعنی ایسا ہونا کہ اس جیسی چیز انسان نہیں بنا سکتا اس سے بڑھ کر تو سوال ہی نہیں اس جیسی چیز بھی انسان نہیں بنا سکتا۔ یہ بات ایک محکم دلیل قائم کرتی ہے خدا تعالیٰ کی ذات پر اور اس کی ہستی پر لیکن مَیں نے آپ سے کہا تھا کہ اس وقت میں صرف ایک دلیل بیان کروں گا سو وہ دلیل قرآن عظیم ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی کے ذریعہ نازل ہونے والی ایک ایسی کتاب جو لفظاً محفوظ کی گئی اس کے اندر کوئی تبدیلی انسان کی شرارت یا انسان کی جہالت یا انسان کی غفلت یا انسان کی بے پرواہی کر ہی نہیں سکتی کیونکہ خدا تعالیٰ نے اس کتاب کو اپنی حفاظت میں رکھا ہے۔ اس کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:-

> ’’جو چیز محض قدرتِ کاملہ خدائے تعالیٰ سے ظہور پذیر ہو خواہ وہ چیز اس کی مخلوقات میں سے کوئی مخلوق ہو اور خواہ وہ اس کی پاک کتابوں میں سے کوئی کتاب ہو جو لفظاً اور معناً اسی کی طرف سے صادر ہو اس کا اس صفت سے متصف ہونا ضروری ہے کہ کوئی مخلوق اس کی مثل بنانے پر قادر نہ ہو۔‘‘
>
> (براہین احمدیہ ہر چہار حصص۔ روحانی خزائن جلد ۱ صفحہ ۱۴۹)

قرآن کریم کا یہ دعویٰ ہے کہ میں بے مثل و مانند ہوں، یہ نہیں ہے کہ اس کو اپنے بے مثل ہونے کے لئے کسی انسان کی مدد کی ضرورت ہے بلکہ خود قرآن کریم کا یہ دعویٰ ہے کہ قرآن کریم بے مثل و مانند ہے۔ قرآن کریم نے دو تین جگہ اپنے مضمون کے لحاظ سے اس بات کا مطالبہ کیا ہے کہ اگر تم یہ سمجھتے ہو کہ یہ الہامی کتاب نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں نہیں اور یہ لفظاً اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل نہیں ہوئی تو اس جیسی کوئی کتاب (یا سورۃ یا حصہ کا مطالبہ) بنا کر پیش کر دو۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ شان ہے کہ آپ کی تحریر اصولی طور پر ہر چیز کا احاطہ کر لیتی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ایسی کتاب جو لفظاً اور معناً اللہ تعالیٰ کی طرف سے صادر ہو وہ اس صفت سے متّصف ہوگی کہ اس کی مثل بنانے پر خدا تعالیٰ کی کوئی مخلوق قادر نہیں

ہے۔ ’’لفظاً‘‘ تو واضح ہے کہ وہ کتاب جو لفظاً خدا تعالیٰ کی طرف سے ہو، اس کے الفاظ وحی کے ذریعے نازل ہوئے ہوں اور پھر اسی طرح محفوظ ہوئے ہوں اور محفوظ چلے آئے ہوں اور اس کے متعلق خدا تعالیٰ کا یہ وعدہ ہو کہ قیامت تک کہ جب تک کے لئے یہ کتاب ہے وہ محفوظ چلتے چلے جائیں گے۔ لیکن ’’معناً‘‘ کے کیا معنی ہیں۔ ہر آدمی کے لئے اس کا سمجھنا آسان نہیں۔

’’معناً کے معنی‘‘ کی رُو سے قرآن کریم کی کسی تفسیر کے متعلق یہ نہیں کہا جاسکتا کہ اس سے بہتر تفسیر پیش نہیں کی جاسکتی۔ یہ اس لئے ہے کہ قرآن کریم کے بے شمار بطون ہیں اور قرآن کریم نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ قیامت تک کے انسانی مسائل کو حل کرنے کی طاقت مجھ میں ہے۔ تو جو تفسیر قرآن کریم کی کسی آیت کی ہمارے دوسری صدی کے بزرگوں نے دنیا کے سامنے رکھی اس سے بہتر تفسیر مہدی معہودؑ نے چودھویں صدی کے اندر انسان کے ہاتھ میں دے دی۔ پس معناً کے لحاظ سے یہ مراد نہیں ہے کہ کسی انسان کی لکھی ہوئی تفسیر سے بہتر نہیں پیش کی جاسکتی بلکہ معناً سے مراد یہ ہے کہ وہ معناً خدا تعالیٰ کی طرف سے آئی ہو اور اس لحاظ سے وہ بے مثل و مانند ہو۔ اس کے سمجھانے کے لئے مَیں یہ مثال دوں گا کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر عیسائیوں نے یہ اعتراض کروایا کہ جب آپ کے نزدیک بھی بائیبل خدا تعالیٰ کے نبیوں پر نازل ہونے والی کتب کا مجموعہ ہے تو جب آپ کے نزدیک بائیبل بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے جو اتنی موٹی کتاب ہے تو قرآن کریم جو حجم میں اس سے چھوٹا ہے اس کی کیا ضرورت پیش آئی تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس بات کا جواب دیتے ہوئے لمبی بحث میں نہیں گئے۔ اِس وقت میرے ذہن میں نہیں ممکن ہے اس کے متعلق بھی اصولی اشارے ہوں لیکن آپ نے جو جواب دیا وہ یہ تھا کہ قرآن کریم کی بات نہ کرو اگر تم قرآن کریم کے شروع میں سورۃ فاتحہ کا مقابلہ کر کے دکھا دو جو سات چھوٹی آیات پر مشتمل ایک چھوٹی سی سورۃ ہے۔ آپ نے دیکھا ہوگا کہ چھاپنے والے سورۃ فاتحہ کو ہمیشہ ایک صفحہ پر چھاپتے ہیں یعنی یہ نہیں کہ اس صفحہ پر اوپر چند آیتیں سورۃ فاتحہ کی اور اس کے بعد سورۃ بقرۃ شروع کر دیں بلکہ صفحے کے درمیان میں سورۃ فاتحہ آئی ہوتی ہے اور باقی صفحہ کو انہوں نے نقش و نگار سے سجایا ہوتا ہے چھوٹی سی سورۃ ہے۔ تو آپ نے فرمایا کہ یہ جو چھوٹی سی

سورۃ قرآن کے شروع میں سورۃ فاتحہ ہے اگر تم اپنی اتنی بڑی کتاب بائبل سے وہ روحانی علوم اور اسرار جو اس چھوٹی سی سورۃ میں پائے جاتے ہیں نکال کر دکھا دو تو ہم سمجھیں گے کہ تمہارے پاس کچھ ہے۔تم نے بات شروع کر دی سارے قرآن کریم کی تمہاری کتاب تو سورۃ فاتحہ کا مقابلہ نہیں کرتی، لمبا زمانہ گزر گیا۔

عیسائی پادریوں نے سوچا کہ یہ جو چیلنج دیا گیا ہے قرآن کریم اور بائیبل کے موازنہ کا ہمارے خاموش رہنے سے دنیا اس کو بھول جائے گی اس لئے جب مَیں ۱۹۶۷ء میں اپنی خلافت کے زمانہ میں پہلی بار یورپ گیا تو ڈنمارک میں عیسائی پادریوں نے مجھ سے ملاقات کی خواہش کی۔مَیں نے انہیں وقت دیا۔ باتیں ہوتی رہیں جب وہ جانے لگے تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہی چیلنج مَیں نے ان کو دیا جو کہ دراصل تو اس اعتراض کا جواب تھا کہ بائیبل جو موجود ہے تو قرآن کریم کی کیا ضرورت ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ بائبل تو ہے لیکن اس میں سورۃ فاتحہ جیسے علومِ روحانی اور اسرار موجود نہیں ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الفاظ کا انگریزی ترجمہ کروایا ہوا تھا چنانچہ جس وقت وہ جانے لگے تو مَیں نے آپ کے الفاظ میں وہ چیلنج ان کو دیا۔مَیں نے کہا کہ مَیں نے آپ کو دوران گفتگو اس لئے یہ چیز نہیں پکڑائی تھی کہ اس وقت آپ مجھے کہتے کہ ہم فوری طور پر کیسے جواب دے سکتے ہیں۔تو مَیں آپ سے ایسا مطالبہ نہیں کرنا چاہتا تھا جس کو آپ فوری طور پر منظور کر کے اس کا جواب نہ دے سکیں۔ اس لئے جب ہم باہر نکل آئے ہیں اور مَیں آپ کو الوداع کہہ رہا ہوں مَیں آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک اقتباس دیتا ہوں اور پھر مَیں نے انہیں کہا کہ تم میں سے کوئی شخص یہ نہ سوچے کہ جس نے عیسائیت کو اس مقابلے کی طرف بلایا تھا اس کا تو ۱۹۰۸ء میں وصال ہو گیا اب ہم جواب دیں تو کس کو جا کر دیں۔ مَیں نے کہا کہ مَیں آپ کا نائب اور خلیفہ موجود ہوں۔تم جواب دو اور مَیں اسے قبول کروں گا اور پھر مقابلہ ہو جائے گا۔غرض مَیں نے انہیں کہا کہ یہ لے جاؤ، سر جوڑو، سارے پادری اکٹھے ہو کر مشورے کرو اور مجھے اس کا جواب دو۔ یہ ۱۹۶۷ء کی بات ہے۔

پچھلے سال ڈنمارک سے ایک صحافی یہاں آئے ہوئے تھے وہ مجھے کہنے لگے کہ پادری تو

وہاں آپ کے خلاف یہ پروپیگنڈہ کر رہے ہیں کہ آپ نے ان پر سختی کی۔ سچی بات کڑوی لگتی ہے تو لوگ کہتے ہیں کہ جی سختی کر دی (یہاں بھی بعض یہی کہتے ہیں) مَیں نے اس صحافی کو جو دہریہ تھا یا عیسائی تھا وَاللّٰہُ اَعْلَمُ کیا تھا بہرحال وہ مسلمان نہیں تھا مَیں نے اسے کہا مَیں نے تو سختی نہیں کی مَیں نے تو ان سے یہ بات کہی تھی کہ سورۃ فاتحہ جو قرآن کریم کی ابتدا میں ایک چھوٹی سی سورۃ ہے اس سورۃ میں جو اسرارِ روحانی اور مذہبی علوم اور اخلاقی علوم اور اقتصادی علوم پائے جاتے ہیں بائیبل سے ان کے مقابل میں پیش کرو۔ عظیم ہے قرآن کریم کی ہر سورۃ اور سورۃ فاتحہ کو سارے قرآن کا خلاصہ کہا جاتا ہے۔ بائیبل میں وہ علوم نہیں ہیں۔ عیسائیوں نے جو اعتراض کیا تھا اس کے جواب میں ان کو یہ کہا تھا کہ اس میں مقابلہ کرو اور انہوں نے اسے قبول نہیں کیا۔ ۱۹۶۷ء میں مَیں نے ان کو پھر مقابلہ کے لئے بلایا تھا اور آٹھ نو سال ہو گئے ہیں لیکن انہوں نے اب بھی اسے قبول نہیں کیا۔ کہنے لگا اچھا یہ بات ہے تو پھر میں جا کر ان کی خبر لوں گا۔

''معناً'' سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ دروازہ بند کیا ہے کہ کوئی شخص یہ کہے کہ جو تفسیر مَیں نے کی ہے اس کا مقابلہ کر کے دکھاؤ۔ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ جو تفسیر خدا تعالیٰ نے مجھے سکھائی ہے تو وہ اَور بات ہے مثلاً حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے قیامت تک کے مسائل جو آگے پیدا ہونے والے ہیں قرآن کریم سے بتائے ہیں اور آپ نے آج کے مسائل تفصیلاً اور جو بعد میں ہیں ان کا بیج بیان کیا ہے۔ آپ کا ایک فقرہ ایک چھوٹا سا بیج ہوتا ہے اس پر کئی آدمی کئی خطبے دے سکتے ہیں۔ ان میں بہت بڑا مضمون بیان ہو جاتا ہے۔ قرآن کریم نے اپنے معنوں کا بھی اعلان کیا ہے وہ لفظاً اور معناً خدا کی طرف سے ہے یعنی قرآن کے وہ معانی جن کی طرف قرآن کریم اشارہ کر رہا ہے قرآن کریم نے متعدد جگہ متعدد آیات میں اس طرف اشارہ کیا ہے کہ قرآن کریم میں قیامت تک کی ضروریات کے لئے اخلاقی اور روحانی اور ذہنی جلا کے لئے جس تعلیم کی ضرورت ہے وہ اس کے اندر موجود ہے۔ یہ معنی ہیں کہ جو لفظاً اور معناً خدا کی طرف سے ہے یعنی (جس کے بطون غیر محدود ہیں) انسان کا بنایا ہوا کوئی ایسا کلام نہیں جو قرآن کریم کے مقابلے میں پیش کیا جا سکے اس لئے قرآن کریم لفظاً اور معناً خدا تعالیٰ کی طرف سے نازل شدہ کلام ہے خود قرآن کریم نے کہا ہے اصولی طور پر کہ

میرے اندر کس قسم کے معنی ہیں اور خدا تعالیٰ کے نیک بندے پچھلے چودہ سو سال سے خدا تعالیٰ سے سیکھ کر نئے سے نئے علوم قرآن کریم سے نکال کر انسان کے سامنے پیش کرتے چلے آئے ہیں اور خدا تعالیٰ کے اس عظیم کلام کی عظمت کو انسان پر ظاہر کرتے چلے آئے ہیں۔

آج انسان پر قیامت تو نہیں آ گئی۔ انسان زندہ ہے اور ہمارے نزدیک کم از کم کچھ اوپر نو صدیاں ہیں جن میں خدا تعالیٰ کی حکمتِ کاملہ اسلام کو تمام مذاہب باطلہ پر غالب رکھتے ہوئے (یہ غلبہ تو آئندہ قریباً سو سال کے اندر ہو جائے گا) ایک حسین معاشرہ دنیا میں قائم کر کے نوع انسانی کو اس دنیا پر زندہ رکھے گی اور حسین معاشرہ میں اونچ نیچ بھی ہے وہ تو انسان کے ساتھ لگی ہوئی ہے۔ قرآن کریم کا یہ دعویٰ ہے۔ اگر آج کا انسان دعویٰ کرے کہ مَیں اس کی مثل و مانند لفظاً و معناً بنا سکتا ہوں۔ ہم ثابت کریں گے کہ نہیں بنا سکتا۔ جس وقت قرآن کریم نازل ہوا اس وقت عربوں میں لکھنے کی عادت نہیں تھی لیکن ان کے حافظے اتنے تیز تھے اور عربی زبان سے ان کا شغف اور پیار اتنا تھا کہ سینکڑوں آدمیوں کو ہزاروں کی تعداد میں عربی کے شعر یاد تھے اور عربی زبان کو اتنی اہمیت دی جاتی تھی کہ جو چوٹی کے شعراء کی بلند پایہ جو نظمیں ہوتی تھیں وہ خانہ کعبہ میں لٹکا دی جاتی تھیں یعنی اپنے خیال خام میں خانہ کعبہ کی عظمت کے ساتھ اس کلام کی عظمت کو ملا دیا جاتا تھا لیکن اس وقت کے عربی دان غیر مسلم کو یہ جرأت نہیں ہوئی کہ یہ کہے کہ مَیں قرآن جیسا کلام پیش کر سکتا ہوں جو لفظاً اور معناً ان خوبیوں پر مشتمل ہو جن پر قرآن کریم مشتمل ہے اور آج تک قرآن کریم کو اپنی زبان میں استعمال کرنے والے عیسائی یہ دعویٰ نہیں کر سکے اور نہ کر سکتے ہیں اور اگر کوئی جاہل جہالت کے جوش میں یہ دعویٰ کرے تو خدا کے فضل سے جماعت احمدیہ ثابت کرے گی کہ وہ اپنے دعویٰ میں غلط ہے۔ جماعت احمدیہ ثابت کرے گی اور انسان کو مطمئن کرے گی کہ یہ دعویٰ غلط ہے۔ آئندہ نوع انسان کی اتنی لمبی زندگی ہے اور اس وقت دنیا میں چوٹی کے غیر مسلم عربی دان موجود ہیں کیوں وہ مقابلے کے اس چیلنج کو جو خدا تعالیٰ نے قرآن کریم کے متعلق دیا ہے قبول نہیں کرتے کہ اگر تم یہ سمجھتے ہو کہ یہ خدا کا کلام نہیں تو اس کی ایک مثل پیدا کر دو۔ کوئی تحریر لاؤ، ساری کتاب نہ سہی کوئی چھوٹا سا ٹکڑا لاؤ۔ کسی جگہ دس آیتوں کا مطالبہ کیا ہے کسی جگہ سورت کا مطالبہ کیا ہے

میں ان کی تفصیل میں جا کر مطالبات کی حکمت اس وقت بتانے کے لئے کھڑا نہیں ہوا۔

غرض قرآن کریم کا بے مثل و مانند ہونا اور قرآن کریم کا ابتدائے نزول سے ہی دنیا کو ایک چیلنج دینا کہ اگر ہمت ہے تو میرے مقابلہ پر آؤ اور دنیا کا اسے قبول نہ کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ یہ کلام انسان کی طاقت سے نازل نہیں ہوا، نہ بنایا گیا۔ کیونکہ جو چیز قوائے بشریہ سے بنتی ہے وہ بے مثل و مانند ہوتی ہی نہیں۔ ہمارا مشاہدہ یہ ہے۔ ہماری عقل یہ کہتی ہے ہماری تاریخ یعنی انسان کی تاریخ یہ بتاتی ہے ابھی مَیں نے اس کی طرف مختصراً اشارہ کیا تھا۔

پس قرآن کریم کا بے مثل و مانند ہونا اس بات پر زبردست دلیل ہے کہ اللہ واحد و یگانہ موجود ہے اور یہ کلام خدائے واحد و یگانہ کی طرف سے نازل ہوا ہے اس وقت سب سے بڑی طاقت جو دہریت کی علمبردار ہے وہ کمیونسٹ رشیا (روس) ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ خدا ہے ہی نہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ اگر خدا نہیں ہے تو قرآن کریم کے چیلنج کو قبول کرو۔ تمہارے اپنے ملک میں بہترین عربی دان موجود ہیں، دنیا میں عربی کلام سے محبت کرنے والے عربی زبان سے محبت کرنے والے چوٹی کے ماہر غیر مسلم موجود ہیں کسی مذہب کی طرف منسوب ہونے والے غیر مسلم بھی موجود ہیں اور خدا کا انکار کرنے والے غیر مسلم بھی موجود ہیں۔ چنانچہ اتنی زبردست دعوتِ مقابلہ تمہیں دی گی ہے۔ خالی تمہارا یہ شور مچاتے رہنا کہ خدا نہیں ہے ایک عقلمند انسان جس کے سامنے یہ دلیل رکھی جائے اور اس قسم کے اور دلائل رکھے جائیں وہ تمہاری بات نہیں مان سکتا کیونکہ جہاں بہت سی ایسی دلیلیں ہوں گی جن کے ساتھ دعوتِ مقابلہ نہیں ہے وہاں ہم سینکڑوں ایسے دلائل پیش کر سکتے ہیں جن کے ساتھ دعوت مقابلہ بھی دیں گے۔ قرآن کریم نے کھلے طور پر اپنا کلام الٰہی ہونا ذات باری پر دلیل ٹھہرایا ہے یہ بڑی زبردست دلیل ہے اور اس نے یہ چیلنج دیا ہے تحدّی کے ساتھ یہ دعوت مقابلہ دی ہے کہ آؤ اور میرا مقابلہ کرو۔ محض یہ کہہ دینا کہ خدا نہیں ہے اور خدا کے نہ ہونے پر کوئی ایسی دلیل پیش کرنے پر قادر نہ ہونا جو ہماری عقل کو منوا دے اور خدا کے ہونے پر ہماری طرف سے ایسے دلائل پیش ہو جانے جن دلائل کو توڑنے پر تمہارا قادر نہ ہونا اور اس کے باوجود یہ کہنا کہ جی خدا تعالیٰ نہیں ہے یہ تو ظاہر ہے کہ غیر معقول بات ہے۔

بہرحال اس وقت خدا تعالیٰ کی ہستی پر ایک زبردست دلیل جو ہمیں دی گئی ہے وہ قرآن کریم ہے یعنی قرآن کریم کا بے مثل و مانند ہونا لیکن انسان کے ہاتھ سے تیار کردہ ہر چیز کا اس صفت سے متصف نہ ہونا بلکہ دوسرے انسان کا ویسا ہی بنالینا یا اس سے بہتر بنا لینا اور قرآن کریم کی مانند ایک چھوٹا سا ٹکڑا بھی نہ بنا سکنا اور قرآن کریم کی اس دعوت مقابلہ کو منظور کرنے سے گریز کرنا کہ اگر یہ خدا کا کلام نہیں تو اس کی مثل پیش کرو کیونکہ اگر قرآن کریم خدا تعالیٰ کا کلام نہیں تو پھر انسان کا کلام ہے اور جیسا کہ مَیں نے شروع میں کہا ہر چیز جو انسان بنائے، جو انسان کی طاقت سے نکلی ہو خواہ وہ اس کی بنائی ہوئی چیزیں موٹر وغیرہ ہوں یا اس کا کلام ہو وہ بے مثل و مانند ہوتا ہی نہیں۔ اگر تمہارے نزدیک قرآن کریم انسان کا بنایا ہوا کلام ہے تو تمہارے جیسے انسانوں کو یہ طاقت ہے کہ تم اس جیسا بنا سکو کیونکہ تم بھی انسان ہو۔ اگر قرآن کریم کو انسانی طاقت نے بنایا ہے تو تمہاری (انسانی) طاقت اس کی مثل و مانند بنا سکتی ہے لیکن تم اس طرف آتے نہیں اور اس طرح تم اس بات کا اعلان کرتے ہو کہ تم میں انسانی طاقتوں کا عروج ہونے کے باوجود قرآن کریم کا مقابلہ کرنے کی طاقت نہیں ہے۔ تمہارا یہ دعویٰ ہے اور ایک حد تک یہ واقعہ بھی ہے کہ دنیوی لحاظ سے یہ دہریہ ممالک بہت ترقی یافتہ ہیں، تمہارا یہ دعویٰ ہے کہ دنیا میں سب سے زیادہ ترقی یافتہ تم ہو یا سب سے زیادہ ترقی یافتہ ممالک میں سے تم ہو اور دنیوی لحاظ سے آج کا مسلمان بہرحال کمزور ہے اور دنیوی لحاظ سے آج کی احمدیت بہت ہی زیادہ کمزور ہے۔ پس اتنی بڑی طاقت رکھنے کے باوجود ایک چھوٹی سی جماعت کے مقابل اس دلیل قرآنی کو توڑنے کے قابل نہ ہونا کہ خدا نے یہ کہا اور ہم خدائے واحد و یگانہ پر ایمان لاتے ہوئے اور خدا کے کلام پر ایمان لاتے ہوئے یہ کہتے ہیں کہ کوئی انسانی طاقت قرآن کریم کی مثل و مانند بنانے پر قادر نہیں خواہ وہ انسانی طاقت روس جیسی زبردست طاقت یا امریکہ جیسی زبردست طاقت یا چین جیسی زبردست طاقت ہی کیوں نہ ہو۔ یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ قرآن کریم خدا کا کلام ہے، خدا تعالیٰ کی ہستی پر نہایت واضح اور معقول دلائل موجود ہیں، ایک ہے عقل کا دائرہ۔ عقل یہ کہتی ہے کہ ہماری سمجھ میں نہیں آیا عقل اسی طرح اور بہت سی باتیں کہتی ہے اس پر بھی کسی وقت توفیق ملی تو تفصیل سے روشنی ڈالوں گا۔ بعض چیزوں کے متعلق عقل یہ کہتی ہے

کہ عقلاً یہ بات نہیں ہوسکتیں۔ مثلاً عقل یہ کہتی ہے کہ ۱+۱+۱ ایک نہیں ہو سکتے بلکہ تین بنیں گے یہ عقل کہتی ہے۔ پانچویں چھٹی جماعت کے بچے کو بھی پتہ ہوگا کہ ایک + ایک +ایک تین بنتے ہیں ایک نہیں بنتا اسی طرح عقل یہ کہتی ہے کہ ۵+۵ دس بنتے ہیں سونہیں بنتا اگر کوئی یہ کہے کہ جی میرے پاس اتنی زبردست روحانی دلیل ہے کہ ۵ اور ۵ کو سَوْ بنا دیتا ہوں تو عقل کہتی ہے کہ چلے جاؤ ہم نہیں تمہاری بات ماننے کے لئے تیار لیکن بعض جگہ عقل کہتی ہے کہ مجھے سمجھ نہیں آئی کیونکہ انسان کو صرف عقلی طاقتیں ہی نہیں دی گئیں بلکہ اس کو بالائے عقل طاقتیں بھی دی گئیں ہیں اور قرآن کریم نے جہاں ان کا ذکر کیا ہے وہاں اُس نے دلائل دیئے ہیں اور بتایا ہے کہ جو بالائے عقل طاقتیں ہیں اُن کے ثبوت کے لئے اس قسم کی باتوں کی ضرورت ہے۔ بہرحال یہ تو ہستی باری تعالیٰ کے متعلق جو بہت وسیع اور تفصیلی مضمون اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بیان کیا ہے اس کی باتیں ہیں۔

اس وقت میں پھر تیسری دفعہ یہ کہتا ہوں تا کہ بچوں کے بھی ذہن نشین ہو جائے کہ جس چیز کو انسانی قویٰ نے بنایا، جس چیز کو انسانی طاقت نے بنایا اُس چیز کو انسانی طاقت بنا سکتی ہے۔ اگر نہ بنا سکتی تو یہ بھی درست نہ ہوتا کہ اس چیز کو انسانی طاقت نے بنایا۔ جس چیز کو انسانی طاقت نے بنایا اسے انسانی طاقت بنا سکتی ہے اور جس چیز کو انسانی طاقت نہ بنا سکے اسے انسانی طاقت نے نہیں بنایا اور قرآن کریم کا یہ دعویٰ ہے کہ میرے جیسا کلام انسانی طاقت نہیں بنا سکتی میں بے مثل و مانند ہوں اور بے مثل و مانند بنانے کی طاقت صرف اُس ہستی کو ہے جو خود بے مثل و مانند ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ذات باری پر علیٰ وجہ البصیرت ایمان رکھنے کی توفیق عطا فرماتا چلا جائے اور اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا کرے کہ وہ لوگ جو دور چلے گئے ہیں ہم عقلی دلائل کے ساتھ اور مشاہدات اور تجربات کے ذریعہ ان کو اس بات کا قائل کرسکیں کہ وہ غلطی پر ہیں اور نقصان اٹھا رہے ہیں اور انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنا چاہیئے۔ اور خدا کرے کہ وہ رجوع کریں اور جس طرح جماعت احمدیہ پر اللہ تعالیٰ کی بے شمار رحمتیں نازل ہو رہی ہیں ساری بنی نوع انسان خدا تعالیٰ کی ان نعمتوں کے علیٰ وجہ البصیرت حصہ دار بنیں اور اس کے شکرگزار بندے بن کر اپنی زندگیوں کے دن گزارنے والے ہوں۔ (روزنامہ الفضل ربوہ ۲۹؍جنوری ۱۹۷۷ء صفحہ ۲ تا ۶)